

جناب محمد عامر حفیظ

امریکی ثقافتی دہشت گردی

ٹیکنالوجی کی ترقی نے میڈیا کو عالمی سیاست میں اہم ترین مقام پر فائز کر دیا ہے۔ بڑی طاقتیں اپنے مقاصد کے حصول کے لیے فوجی، سیاسی یا اقتصادی طاقت کے میڈیا کو استعمال کرتی ہیں۔ اب فوجی طاقت کے ذریعے کسی کو غلام بنادینے کا رواج نہیں رہا بلکہ میڈیا کے زور اور مخصوص نظریات و روایات کی ترویج کے ذریعے ذہنوں کو غلام بنایا جاتا ہے۔ مغربی طاقتوں کو اس میدان میں کافی کامیابی ملتی رہی ہے اور سوویت یونین کے بعد اسلام کے ساتھ تہذیبوں کی جنگ کے لیے میڈیا اور ثقافتی حربوں کو ہی اہم ترین ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ ٹی وی، انٹرنیٹ، اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے ”نیوکلائمنل ازم“ کا ایک نیا تصور فروغ پا رہا ہے۔ جس کی مثال گلوبل ویلج جی دنیا میں ڈھونڈنا مشکل نہیں۔ مغربی طاقتیں چین، جاپان اور عرب ممالک جیسے مضبوط معاشروں پر میڈیا کی طاقت سے ہی بھرپور انداز میں اثر انداز ہوئی ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں میڈیا اہم ترین کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ بات افسوسناک ہے کہ پاکستانی میڈیا میں بعض غیر ملکی طاقتوں کی سرمایہ کاری کی باتیں سامنے آ رہی ہیں۔ ایسے حقائق سامنے آئے ہیں کہ بعض غیر ملکی عناصر لالچ دیکر ملکی میڈیا کو خریدنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ اینٹکرز کو سفارت خانوں میں مدعو کر کے پیش و عشرت کا بندوبست کرنے کی تصاویر اور ویڈیوز تو منظر عام پر بھی آ چکی ہیں۔ بعض چینل اور اخبارات صرف وہی پالیسی اختیار کرتے ہیں کہ جسکی ہدایت ان کے سرمایہ کاروں کی جانب سے دی جاتی ہے۔ یہ سب واقعی افسوسناک اور ملکی سلامتی کے خلاف ہے۔ غیر ملکی طاقتوں کا ملکی میڈیا میں اثر و رسوخ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ آج ہمیں ایک بھرپور قسم کی ثقافتی اور پروپیگنڈا ایلغار کا سامنا ہے کہ جس نے ہمارے ملک کے ایک بڑے طبقے کے قلوب و اذہان کو بدل کر رکھ دیا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ آج جہاں ایک طرف اسلام و بارود کے ذریعے ملک کی بنیادوں کو ہلایا جا رہا ہے، قومی سلامتی اور خود مختاری ایک مذاق بن کر رہ گئی ہیں وہیں ہمیں اس سے بھی کہیں زیادہ خطرناک ”ثقافتی دہشت گردی“ کا بھی سامنا ہے۔ غیر ملکی طاقتیں ہمارے معاشرے میں موجود دین بیز اور سیکولر قوتوں کی مدد سے ارض پاک کی نظریاتی سرحدوں کو پامال کرنے میں مصروف ہیں۔ معاشرے کو بدلنے کی کوشش میں دینی اور مذہبی روایات کے پرچے اڑائے جا رہے ہیں۔ سابق صدر مشرف کے دور میں روشن خیالی کا لگایا گیا پودہ اب تن آدور دہشت بننا جا رہا ہے۔ کوئی امن کی آشا کے نام پر بھارتی ثقافت کا پرچار کرتا ہے، بھارتی فلمیں سینماؤں اور کیبل کی زینت بن چکی ہیں اور اسی کے اثرات ہندو واندھرم و رواج کی ترویج اور ملکی و اسلامی تہذیب و ثقافت سے دوری کی صورت میں برآمد ہو رہے ہیں۔ حالیہ دنوں میں سامنے آنے والے چند مزید واقعات نے ہم پر مسلط کردہ تہذیبی جنگ اور اس ثقافتی دہشت گردی کو مزید واضح کر

دیا ہے۔ اسلام آباد کے امریکی سفارت خانے میں ہم جنس پرستوں کا اجتماع منعقد کیا گیا۔ امریکی سفارتخانے کی ویب سائٹ کے مطابق چھبیس جون کو امریکی سفیر نے ہم جنس پرست گروپوں کو سفارتخانے مدعو کیا تھا اور ان کو ان کے حقوق کی یقین دہانی کرائی تھی۔ سفارتخانے کے بیان کے مطابق اس اجتماع میں تقریباً 75 افراد نے شرکت کی جن میں سفارتخانے کا عملہ، امریکی فوجی، غیر ملکی سفارتکار، پاکستان میں ایڈووکیسی تنظیموں اور ہم جنس پرستوں کے پاکستان چیمپٹر کے رہنما شامل تھے۔ پاکستان کے مذہبی حلقوں نے اس حرکت کو ”ڈرون حملے“ کے مترادف قرار دیا۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ امریکی دہشت گردی کے خلاف اس نام نہاد جنگ کی آڑ میں ہماری روایات، ثقافت اور اسلامی شناخت تک کو مٹانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ کوشش کی جارہی ہیں کہ پاکستانی معاشرے میں بہودہ اور فحش مغربی روایات کے خلاف مداخلت کو کم کر دیا جائے۔ اور اس مقصد کیلئے این جی اوز کے ذریعے ہماری سرمایہ کاری کی جارہی ہے۔

اس سے پہلے کراچی میں اقوام متحدہ کے ادارے یو این ایف پی اے کے تعاون سے جسم فروش خواتین کی ایک ورکشاپ منعقد کی گئی۔ ”خواتین کے حقوق“ کی آڑ میں منعقد اس قسم کی تقریبات کا واحد مقصد معاشرے میں فحاشی و مریانی کا فروغ ہوتا ہے۔ جسم فروش خواتین کو یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ انہیں متحد ہو کر اپنے حقوق اور اس پیشے کو قانونی حیثیت دلانے کے لئے کوشش کرنی چاہیے۔ اس شعبے میں ہماری غیر ملکی سرمایہ کاری کے کیا مقاصد ہو سکتے ہیں؟ سیدی بات ہے کہ ہماری رقوم خراج کرینڈالوں کی کوشش ہے کہ پاکستان میں یہ شعبہ مضبوط اور بہتر ہو۔ کتنی عجیب بات ہے کہ کروڑوں روپے کے یہ فنڈز ان خواتین کو باعزت روزگار دینے کے لئے نہیں خرچ کئے جاسکتے بلکہ اس قدر ہماری رقوم انہیں یہ سمجھانے کے لئے خرچ کی جاتی ہیں کہ وہ اپنے پیشے سے ضرور جڑی رہیں اور انہیں صرف ”محفوظ“ طریقے سمجھائے جاتے ہیں۔ اس کانفرنس کے ذریعے جسم فروش خواتین کو باقاعدہ بھرتی بھی کیا گیا تاکہ وہ ”پیغام“ دوسروں تک پہنچا سکیں۔ یونائیٹڈ نیشنز پالیٹیشن فنڈ یعنی یو این ایف پی اے کے پراجیکٹ افسر ڈاکٹر صفدر کمال پاشا نے اس موقع پر بتایا کہ ایک سروے کے مطابق کراچی میں ایک لاکھ سے زیادہ اور لاہور میں پچھتر ہزار خواتین سیکس ورکرز کام کر رہی ہیں۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس شعبہ کو کس حد تک مضبوط بنا دیا گیا ہے۔

کہانی یہیں ختم نہیں ہوتی بلکہ گزشتہ ماہ معروف سیاحتی مقام مری کے قریب تھیاگلی میں ایک انوکھی ورکشاپ کا اہتمام ہوا۔ یہ ورکشاپ ہم جنس پرست، خواہجہ سرا اور جسم فروش خواتین کو ”تربیت یافتہ“ بنانے کے لئے منعقد کی گئی۔ ’پائش فار آل‘ نامی ایک این جی او کے زیر انتظام تربیتی ورکشاپ کا مقصد ان کو یہ سمجھانا تھا کہ انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کے استعمال کے ذریعے وہ کس طرح اپنی کہانیاں دنیا تک پہنچا سکتی ہیں۔ اس ورکشاپ میں عالمی تنظیم ’ایسوسی ایشن فار پروگریسو کیوٹیکشن‘ سے تعلق رکھنے والی ملائیشین ٹرینر اسٹالیا کوگانے شرکاء کو ویڈیوز کے ذریعے اپنی کہانیاں اور ”پیغام“ دوسروں تک پہنچانے کی تربیت دی۔ اس موقع پر میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے مزید بتایا کہ یہ بھجڑوں، جسم فروشوں اور ہم جنس پرستوں کے لئے ایک بڑا اہم ذریعہ ہے۔ اس قسم کی ورکشاپیں کا مقصد ان طبقات سے تعلق رکھنے

والوں کو خود اعتماد بنانا اور یہ باور کرانا ہوتا ہے کہ وہ اپنے ”شب و روز“ سے پورے معاشرے کو آگاہ کرتے ہوئے ہرگز شرم محسوس نہ کریں۔ آپ تصور کریں کہ جب ایسی ویڈیوز انٹرنیٹ، موبائل کلپس اور سوشل میڈیا کے ذریعے عام ہوں گی تو اس کے معاشرے پر کیا اثرات مرتب ہوں گے۔ ان سرگرمیوں کے لئے ہماری فنڈز فراہم کر دینا لوگوں کا مقصد بھی یہی ہے کہ ایسا مواد عام ہو کہ جو اخلاقی اقدار کا جنازہ نکال سکے۔

ملک میں مہنگائی کا شکار خواتین کے لئے تو کوئی بھی مغربی ملک کچھ دینے کو تیار نہیں جبکہ خواجہ سراؤں، ہم جنس پرستوں اور جسم فروش خواتین کی فلاح و بہبود کے نام پر کروڑوں خرچ کئے جا رہے ہیں۔ اور وہ بھی ”خواتین کے حقوق“ کے نام پر۔ گویا یہ تصور دیا جا رہا ہے کہ حقوق صرف انہیں خواتین کیلئے ہو سکتے ہیں کہ جو جسم فروش ہوں یا بھرہم جنس پرست۔ ایسا لگتا ہے کہ امریکہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کی مد میں دیئے جانے والے ”ڈالرز“ کے بدلے ہمارے عقائد، نظام تعلیم، معاشرتی روایات، دینی اقدار سمیت سب کچھ بدلنا چاہتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ لاہور، کراچی، اسلام آباد کے سفارت خانے اس حوالے سے سب سے زیادہ سرگرم دیکھائی دیتے ہیں۔ ملک کی طاقتور شخصیات، بینکر پرسنز کے لئے عیش و عشرت کا انتظام کیا جاتا ہے اور بعد ازاں انہیں اپنے مقصد کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ کراچی میں امریکی سفارت خانے نے کچھ عرصہ قبل خصوصی طور پر پاکستانی بلاگرز کا اجتماع بھی منعقد کیا جس کی بھرپور تشہیر بھی کی گئی۔ یہ حقیقت ہے کہ سوشل میڈیا آج کے دور میں روایتی پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا سے بھی کہیں زیادہ طاقتور بنتا جا رہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ امریکی اس ہارے میں بھی کافی مستعد نظر آتے ہیں۔ مصر، تیونس، شام سمیت دیگر ممالک میں برپا ہونیوالی تحریکیوں میں سب سے اہم کردار سوشل میڈیا نے ہی ادا کیا تھا۔ اس اہم شعبے کو ایک خاص سمت میں چلانے اور اپنا اثر و رسوخ برقرار رکھنے کیلئے کوششیں کی جا رہی ہیں۔ کراچی میں ہونیوالی اس تقریب کیلئے ہماری رقوم بغیر کسی مقصد کے تو فراہم نہیں کی گئی ہوں گی۔ ملکی سلامتی کے اداروں کے ہارے میں انٹرنیٹ کے ذریعے بھرپور پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں انٹرنیٹ پر حکومتی کنٹرول نہ ہونے کے برابر ہے اور یہی وجہ ہے کہ انٹرنیٹ کو جوان نسل کی تباہی کا باعث بن رہا ہے۔ ایک امریکی ادارے کی تحقیقی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں سب سے زیادہ جنس ویب سائٹس دیکھی جاتی ہیں۔ اس کیساتھ ساتھ انٹرنیشنل نیلی کیونکشن کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ایشیائی ممالک میں سب سے زیادہ ایس ایم ایس پاکستانی بھیجتے ہیں یعنی چین، بھارت اور انڈونیشیا سے بھی زیادہ۔

آج وقت کی ضرورت ہے حکومت، دینی و سماجی حلقے، سیاسی جماعتیں ان مسائل کی طرف بھی توجہ دیں۔ اگر ان مسائل پر توجہ نہ دی گئی تو یہ خاموش زہر جہاں ایک طرف ثقافتی و تہذیبی روایات کو پامال کر کے رکھ دے گا وہیں قومی سلامتی کو بھی شدید خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اخلاق سے عاری اور جنس عادات کی شکار قوم ملک کا دفاع نہیں کر سکتی۔ اگر ہمیں اپنے ملک، اپنی روایات اور تہذیب کو بچانا ہے تو اسلحہ بارود کے ذریعے برپا کی جانے والی شورش کے ساتھ ساتھ اس ”ثقافتی دہشت گردی“ کے خاتمے کے لئے بھی کوشش کرنی چاہیے۔